دنیائے تصوف و اسلام کا ...

لا الٰہ الا اللہ

جلوۂ قادری

جلد ۱ بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء

بحصول اجازت

حضور تاج الاولیا بدر الہند اعلیحضرت الحاج السید نا و مولانا بہاء الدین صاحب مرشد آبادی قادری

زیر ادارت

فقیر ابو المظہر صوفی صدیقی قادری چشتی میرٹھی

مقام اشاعت

دفتر جنرل پبلشنگ ہاؤس شہر میرٹھ

قیمت سالانہ علاوہ محصولڈاک ۲/ ہے ٭ نمونہ کا پرچہ قیمت ۶/

...فارم پریس میرٹھ میں چھپوا کر مالکان جنرل پبلشنگ ہاؤس بھاٹ واڑہ
...میرٹھ نے شائع کیا

فہرست مضامین

[illegible]

جلوۂ قادری

بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۶۸ھ

حمد

ذرہ ذرہ تیرے نور سے پر نور ہوگیا　　کحل البصر جہاں میں مشہور ہوگیا

آدم کو جب سپرد ترا نور ہوگیا　　مسجود کائنات وہ مشہور ہوگیا

اللہ رے مے پرستی مستِ الست　　قالو بلیٰ کے دور سے مسرور ہوگیا

ہستی پہ اپنی غور سے جس نے نگاہ کی　　حق بات تو یہ ہے کہ وہ منصور ہوگیا

جتنا ہوا خودی سے مرے دلکو اتصال　　اتنا ہی میری آنکھ سے وہ دور ہوگیا

دیکھا جو ہم نے آیۂ اللہ نور کو　　قندیل دل بھی زیب دہ طور ہوگیا

شان کریم مانگنے کی منتظر نہیں　　بے مانگے جام آرزو معمور ہوگیا

نظارہ جمال کی طاقت نہ دیکھکر　　پردہ نہیں آنکھ کے کوئی مستور ہوگیا

حق گوئی سے یہ باز نہ آئیگا اب کبھی
صوفی بھی اپنے وقت کا منصور ہوگیا

نعت شریف

وحدت کا نغمہ عالم میں بجوا دیا کملی والے نے
کثرت کا تماشہ عالم کو دکھلا دیا کملی والے نے

آنکھوں سے من و تو کا پردہ اٹھوا دیا کملی والے نے
عبدیت کا جب راز آکر بتلا دیا کملی والے نے

جاتی رہی ساری تاریکی صنوبت خانوں کی پڑی پھیکی
جب اپنی کملی کا جلوہ دکھلا دیا کملی والے نے

مزملؐ کی وہ مرلی بجی کملی کی جوت جگت میں رچی
اسلام کا نور زمانے میں پھیلا دیا کملی والے نے

کیا کہنے ہیں اس شفقت کے چھینٹو ںسے ابر رحمت کے
اُمت کے گناہوں کا دفتر دھلوا دیا کملی والے نے

واللیل اذا یغشیٰ پڑھکر جم کے معنے سمجھا کر
زلفوں کی خوشبو سے سبکو مہکا دیا کملی والے نے

وہ چاند سا چہرہ صلی علیٰ بچپن میں چمکتا تھا ایسا
گھر جس سے دائی حلیمہ کا چمکا دیا کملی والے نے

تھے غرق جو بحر ضلالت میں جب حاضر آئے خدمت میں
مخلوق کا رہبر اونکو بھی بنوا دیا کملی والے نے

قاب قوسین او ادنیٰ میں کر کی سیر اسریٰ
کونین میں شادی کا جلسہ رچوا دیا کملی والے نے

... کر کے نعت پڑھو اپنی محشر میں شفاعت کملی کملی

سنہ ۱۹۲۳ء اور جلوۂ قادری

اے سنہ ۱۹۲۳ء ہم قلبی محبت اور خاص احساس کے ساتھ تیرا خیر مقدم کرتے ہیں اسلیئے کہ تو اپنے ساتھ ہمارے تاریک ظلمت کدوں (دلوں) کے لیئے ایک ایسی مشعل ہدایت لایا ہے جسکی نورانی کرنوں نے ہماری ظاہری آنکھوں کو خیرہ کر دیا اور ہمارے دلکی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ ہاں اے سنہ ۱۹۲۳ء بیشک و شبہ تیرے سر پر ایک ایسا منوّر اور جواہر ریز پرچم لہرا رہا ہے جسکے سایہ میں رہ کر دُنیا کے ہر مسلک اور ہر فرقہ کے لوگ اپنی اپنی جھولیاں پُر ہائے مقاصد سے بھرپور کر لینگے۔ وسوسات و توہمات نفسانی سوال اُٹھاتے ہیں کہ قبل از وقت ایسے پر جوش الفاظ کسی پیش آنے والے واقعہ کی نسبت کیوں معرض تحریر میں لائے جا رہے ہیں مگر زمانہ مستقبل یعنی سنہ ۱۹۲۳ء کے سر پر لہرانے والا نورانی پرچم بزبان سروش غیبی پکار پکار کر سُنا رہا ہے کہ:۔

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ہمنے تمام چیزوں کو ایک اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے آنکھوں والے دور ہی سے تاڑ لیتے ہیں فہم و فراست والے پہلے ہی سے سمجھ جاتے ہیں بے بہرہ ہستیاں نہ سمجھتی ہیں نہ سمجھینگی کور آنکھیں نہ دیکھ سکتی ہیں اور نہ دیکھ سکینگی جبکہ نے گریموفونی ریکارڈس ایجاد کیئے تو ہندوستان بھر کے اخبارات میں غلغلہ مچگیا مگر بہت کم لوگ ایسے تھے جنھوں نے اسکا یقین کیا البتہ عینی مشاہدہ نے جاہل سے جاہل ہستی کو بھی یقین دلا دیا سنہ ۱۹۲۳ء کے نورانی پرچم (جلوۂ قادری) کو لہراتا ہوا دیکھکر ہمیں نے پر جوش الفاظ میں خیر مقدم کر دیا تو وسوسات و توہمات کی دُنیا پر کیا قیامت ڈھا دی۔ ہاں خدائے فاطر السموات والارض کے فضل اور حضور خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقتدر طفیل کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم دعوی کے ساتھ یہ

کھنے کے لئے تیار رہیں کہ یہ نورانی پرچم یعنی آسمان تصوف کا درخشاں آفتاب (رسالہ جلوۂ قادری) جسکا پہلا نظارہ افق میرٹھ سے طلوع ہو کر سنہ ۱۹۲۳ء کے ابتدائی ایام میں آپکے خس خانوں کو خورشید منزل بنائیگا سچے معنوں میں اپنی اجراء کی ضرورت ثابت کردیگا اوہام پرست ہستیاں رب المخلوقات کی قدرت کا تماشہ دیکھنے کی منتظر رہیں۔ یہ بتانا کہ جلوۂ قادری کا نصب العین کیا ہوگا یا یہ سوال اٹھانا کہ جلوۂ قادری کس معیار کو لئے ہوئے پرتوفگن ہوا ہے۔ قبل از وقت ہے ہاں اسقدر جتا دینا ہمارا انسانی اور عین ناسوتی فرض ہے کہ جلوۂ قادری صرف ظاہری مالی سرمایہ کی طرف سے ہی کافی طور پر مطمئن نہیں ہے بلکہ اپنی باطنی اور روحانی طاقتوں کی سرپرستی پر پورے طور پر اعتماد رکھتا ہے۔ اظہار تفاخر اور تشکر کے طور پر اگر ہم یہ بھی آپ کو بتادیں تو کچھ بیجا نہ ہوگا کہ جلوۂ قادری دُنیائے تصوف ہی کو دائرہ اتحاد میں لانیکی کوشش پر بس نکریگا اور صرف دنیائے توحید ہی میں غلغلہ انداز نہ ہوگا بلکہ ایک بڑے وسیع سلسلہ اور ہندوستاں کی مشہور بزرگ خانقاہ یعنی آستانہ غوثیہ مرشد آباد ضلع بلندشہر کے صحیح صحیح حالات آپ تک پہونچائیگا اور حضور تاج الاولیا بدرالہند امام الواصلین الحاج السید حضرت مولانا شاہ بہاؤالدین صاحب قادری دامت برکاتہم کے ارشادات و خرق عادات سے بھی آپ کو مستفیض کرتا رہیگا۔ یقین واثق ہے کہ سلسلہ قادریہ سے تعلق اور عقیدت رکھنے والی ہستیاں بالخصوص اور دنیائے تصوف و وحدانیت سے مذاق رکھنے والے حضرات بالعموم جلوۂ قادری کی بیش از بیش امکانی امداد سے دریغ نفرمائینگے۔

وجدانی پہلو سے باطنیات کا مطالعہ کرنے والے نکات تصوف رموز فقر اور اپنے دلکی گتھیوں کو سلجھانے کی حسرت رکھنے والے حضرات کو دعوت دیجاتی ہے کہ ایک نظر

[illegible] ہر خواں

مشکل از تو حل شود بے قیل و قال (صوفی صدیقی)

روحانی تعلیم

خدا کے بنائے ہوئے نیلے آسمان کے نیچے آجتک کسی جگہ کسی قوم میں کوئی ایسا زمانہ نہیں گذرا جو اولیاء اللہ کی ضرورت نہ محسوس کی گئی ہو مگر نئی روشنی کے زمانہ کی یہ پہلی برکت ہے کہ حقیقت شناس اور روحانی فرقہ کی طرف سے لوگ اسقدر بے پروائی برتنے لگے کہ صرف روحانیت کا مذاق ہی کم نہیں ہوا بلکہ پورا پورا قحط اہل اللہ ہو گیا۔

ہاں تاریخی علوم سے واقفیت رکھنے والی بہت سی ہستیاں نظر آنے لگیں لیکن کوئی ان خدا کے بندوں سے اتنا نہیں پوچھتا کہ اہل بابل و مصر میں ریاضت و عبادت کا کسقدر ذوق شوق تھا ایرانیوں کے یزدان پرستی کے جذبات نے کیا کچھ نہیں کر دکھایا تھا ہندوں کے لٹریچر میں تصوف کی کیا کمی رہگئی تھی مسلمانوں کے باطنی تعلیم کے کیا کیا ڈنکے نہیں بجے افسوس کہ مغربی معاشرت و تہذیب کے دلدادہ نئی روشنی کے چمکتے ہوئے فیشن ایبل نوجوان اہل مغرب ہی کی تقلید کو معراج فلاح سمجھے ہوئے ہیں باوجود اسکے کہ جن لوگوں سے انہیں یہ ملحدانہ ورثہ ودیعت ہوا ہے ادنیں بھی ان جیسی لامذہبیت کا پتہ نہیں ملتا۔

زمین کے چپہ چپہ کی سیر کرنے والے سیروفی الارض کے تحت میں چلنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ ممالک مغربیہ میں بھی جہاں جہاں یونانی یا ارمنی کلیساؤں کا زور شور بڑھا ہوا ہے وہاں بچوں کو پہلے مذہبی تعلیم ہی سے آشنا بنایا جاتا ہے۔ اور قریب قریب ہر شخص کا کوئی نہ کوئی دینی مقتدا ضرور کہلایا جاتا ہے۔ ہندوستان والے جسے مرشد یا گرو کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں الغرض ہر جگہ روحانی تعلیم اہم اور مقدم سمجھی گئی ہے مگر ذرا ہندوستان والوں [illegible] ہو گئے ہیں گویا اس

مقدس تعلیم کی انسان کو ضرورت ہی نہیں۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ دنیا میں بجز روحانی تعلیم کے کوئی اور ایسی چیز نہیں جو انسانی خصائل اور اخلاق کو درست کرسکے یا بری باتوں سے روکے برے خصائل اور برے اخلاق ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج ہندوستان والے اپنے کو قعر ذلت میں گرا ہوا پاتے ہیں اور احساس تک بھی نہیں ہوتا یا بالفاظ دیگر یوں سمجھ لیجئے کہ صرف روحانی تعلیم کی کمی ہی نے یہ ساری خرابیاں پیدا کر رکھی ہیں اگر ہم روحانی تعلیم حاصل کرتے رہتے اگر ہم روحانی مقتداؤں سے بے پروائی نہ برتتے اور اون کی صحبت و خدمت سے گریز نہ کرتے تو آج اس حال کو نہ پہنچتے تاریخ ماضیہ پر غائر نظر ڈالنے والے جانتے ہیں اور انکا ایمان ہے کہ روحانی مقتدا یعنی اہل اللہ اور صوفیائے کرام ہی کا وہ مقدس گروہ ہے جن کے باطنی اثروں اور روحانی برکتوں سے دنیا ترقی کرتے کرتے اس درجہ تک پہونچ گئی ہے اور جس جگہ کو یہ مقدس گروہ اپنی ہستیوں سے خالی کرنا چاہتا ہے وہاں سے خدا کی تمام برکتیں اٹھا لیجاتی ہیں۔ (ایڈیٹر)

اہل دُنیا کی عقیدت

دُنیا غفلت کا نام ہے۔ اہل دُنیا غافل از حق لوگ ہوتے ہیں اور اہل حق کے پاس اپنی ضروریات و حاجات لیکر آتے ہیں بے انتہا اظہار عقیدت کرتے ہیں۔ اگر ان کی دنیاوی ضرورتیں پوری ہو جائیں تو عقیدت و یاد حق کو بھول جاتے ہیں اور اگر ضرورتیں اور مرادیں پوری نہ ہوئیں تو دل و زبان پر انکاری الفاظ لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کو مان کر ہم نے تو کچھ بھی نہ پایا۔ قرآن شریف میں ارشاد ہوا ہے اور انہی غافلوں کی نسبت فرمایا گیا ہے وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ۔ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا۔ اور جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں تو وہ منھ پھیر کر دوسری طرف متوجہ ہوتا ہے اور جب اسکو کوئی بُرا

... یعنی جب آدمی کو مل جاتی ہے تو غفلت سے خدا کی
طرف سے منہ پھیر لیتا ہے اور جب تکلیف ہوتی ہے تو مایوسی کے کلمے بکنے لگتا ہے۔

ایک دُنیادار کا مقدمہ تھا بیس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی خطرہ میں تھی، وہ دنیا دار بوڑھا آدمی تھا زندگی کے سب مراحل ختم ہو چکے تھے۔ بیٹے پوتے نواسے سب کچھ موجود تھے ۲۰ ہزار کی سالانہ آمدنی جاتی رہتی جب بھی اس کے بچوں کو روٹی سے محرومی نہ ہوتی۔ مگر وہ بڈھا مقدمہ کے خطرہ سے بیقرار ہو کر ایک درویش کے پاس گیا۔ اس درویش نے اُسکے لئے پلنگ بچھوا دیا۔ مگر بڈھے نے کہا ادب مانع ہے۔ میں شاہ صاحب کے مکان کے قریب پلنگ پر نہیں سوؤنگا۔ ہر چند اس کو سمجھایا گیا نہ مانا اور مسلسل ۴۰ دن زمین پر سوتا رہا وہ بہت عیش پرست تھا لیکن اُس نے ہر قسم کی تکلیف برداشت کی اور یہ ظاہر کیا کہ اُسکی عقیدت پکّی ہے۔ اور وہ بڑا ہی ادب والا ہے۔

آخر خدا نے مقدمہ اُس کے حق میں کرا دیا وہ جیت گیا اور خوشی خوشی اپنے گھر گیا اور پھر چند روز کے بعد اُسی درویش کے پاس ملنے آیا تو اُس کے تیور کچھ اور ہی تھے۔ اُس نے پلنگ مانگا اُس نے مکلّف کھانا طلب کیا اور وہ ادب و عقیدت کو سرتاپا بھول گیا۔

ایک آدمی بیمار ہو گیا اُس نے بہت سی دعائیں مانگیں مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اس کے لئے اُسکے پیر نے بھی دعائیں کیں اُس نے علاج بھی ہر قسم کا کیا لیکن کسی بات کا اثر نہ ہوا۔ اور مایوس ہو کر اُس نے کہنا شروع کیا۔ میں نے تو خدا کو مان کر کچھ بھی نہ پایا۔ سب فضول ڈھکوسلے بنائے گئے ہیں۔

یہ دونوں حالتیں غافل انسانوں کو پیش آتی ہیں۔ وہ غافل جو خدا اور اُس کے اولیاء کو محض دُنیا کی ضرورتوں کے لئے مانتے ہیں۔ اگر وہ ضرورتیں پوری نہ ہوں تو شیطان اُن کو مایوس کر دیتا ہے اور اُن کی زبان سے انکار کے الفاظ نکلنے لگتے ہیں اور ضرورتیں پوری ہو جائیں تب بھی وہ خدا اور اولیاء سے بے پروا ہو جاتے ہیں۔

فقراء کے پاس دنیادار بکثرت آتے ہیں اور ان میں سے اکثر کا یہی حال ہوتا ہے وہ مصیبت

اور عقیدت کے اظہار کے لئے سارا گھر بار لٹا دینے کی اُمنگ اُن میں ہوتی ہے لیکن جہاں وہ
مصیبت دور ہوئی پھر تم کون اور ہم کون۔ وہ بالکل بھول جاتے ہیں کہ کبھی ہم پر کوئی وقت پڑا تھا
اگر خدانخواستہ اُن کی مصیبت دور نہ ہو تب تو پھر اُسی پیر میں ہزاروں بُرائیاں پیدا ہو جاتی
ہیں جس پر صدقے قربان ہوتے تھے یعنی وہ اپنے پیر کو جگہ جگہ بُرا کہتے پھرتے ہیں کہ اُن میں تو کچھ بھی نہیں ہے
محض نام ہی نام ہے۔

پنجاب کا ایک شخص میرے پاس گذشتہ مہینے میں آیا اور ایک عورت کا قصہ بیان کیا جس کا خلاصہ
یہ تھا کہ کسی شریف لڑکی کو اپنے پیر کے کہنے سے تعویذ دلوانے کا بہانہ کر کے اُس شخص نے اغوا کر کے گھر
سے نکالا اور پیر کے پاس لے گیا اور پیر نے اس لڑکی کو کہیں چھپا دیا اب لڑکی کے وارث اس
شخص کی گرفتاری کے درپے ہیں اس لئے وہ حسن نظامی کے پاس پناہ لینے آیا ہے۔ اُس نے
دو روپے میرے سامنے رکھے اور متعدد گالیاں اپنے پیر کو دیں کہ اُس نے مجھکو جلاوطن کرایا۔
اور لڑکی کو کہیں چھپا دیا جب وہ گالیاں دے چکا تو آنکھوں میں آنسو بھر کے کہنے لگا کہ آپ مجھکو
مرید کر لیں۔ میں نے کہا کہ "اپنے یہ دو روپے اُٹھا لو۔ میں ان کو ہاتھ لگانا بھی گناہ سمجھتا ہوں میں
تم کو مرید نہیں کر سکتا جب تم ایک پیر کو گالیاں دے رہے ہو تو کل مجھکو بھی بُرا کہنے لگو گے۔
تم جھوٹے ہو۔ پیر کو ناحق بدنام کرتے ہو۔ لڑکی کو تم خود اپنے لئے اغوا کر کے لائے ہو گے"۔
بہزار دقت میں نے اُسکو اپنے گھر سے باہر کرا دیا۔ مگر وہ کئی روز تک میرے مکان کے گرد
چکر لگاتا رہا۔ آخر بات کھل گئی اور اُس کے گھر کی اطلاعوں سے مجھے معلوم ہوا کہ میرا قیاس
درست تھا۔ پیر کا نام محض بہانہ تھا۔ لڑکی کو گھر سے نکالنے کے لئے خود اُس نے یہ حیلہ کیا تھا
کہ فلاں پیر کے پاس جانا ہے۔ ورنہ نہ کوئی پیر تھا نہ اُس نے اس لڑکی کو کہیں چھپایا تھا۔

بے شک آجکل کے زمانہ میں بہت سے پیر بھی بدچلنیوں اور بُرائیوں میں مبتلا ہیں مگر ان سے
زیادہ یہ دنیادار حرامکار اور بدچلن لوگ پیروں کو بدنام کرتے ہیں انکی عقیدت فرضی اور محض

پوچھا جائے کہ تمہیں نوکری درکار ہے یا عورت؟ یا کوئی مقدمہ ہے، یا کوئی بیمار ہے؟ یا کچھ قرض دینا ہے؟ اگر ایسا ہے تو عقیدت کی اتنی لمبی چوڑی باتوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے جو کچھ دل میں ہے وہی زبان پر رکھو فقیروں سے فریب کا برتاؤ چھوڑ دو۔ فقیری اور چیز ہے۔ اور دنیا داری کی باتیں اور ہیں۔ (حسن نظامی)

روحانی ٹیلیفون

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ سائنس کی بنیاد محسوسات اور مادیات تک محدود ہے اور مذہب ہمیشہ روحانیت اور غیر محسوس حقائق کی بحث کرتا ہے اس لئے مذہب اور سائنس کے درمیان ایک ایسی حد فاصل ہے جیسا کہ خشکی اور تری کے درمیان ہوتی ہے گو بعض علماء نے سائنس اور مذہب کے واقعات پر تبصرہ کرتے ہوئے ان دونوں کو ایک دوسرے کا دشمن قرار دیا ہے۔

ڈریپر کی مشہور کتاب (جس کا ترجمہ مولانا ظفر علی خاں صاحب نے فرمایا ہے) اسی قسم کے مضامین پر مشتمل ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سائنس بے چارہ جن مشکلات اور صدیوں کے تجربوں اور تحقیقات کے بعد جہاں پہونچا ہے۔ اُس انتہائی نقطۂ نظر سے بھی مذہب کے ابتدائی مرحلے بہت بلند ہیں اور اب معلوم ہوا ہے کہ سائنس کے علماء نے روحانیات کے ساتھ بھی تعلق کا ارادہ کیا ہے یقیناً اس قسم کی تحقیقات کے نتائج نہایت دلچسپ اور دُنیا میں مذہبی خدمت کے انجام دینے کا مفید ترین ذریعہ ہونگے۔

امریکہ کے مشہور موجد اڈیسن نے کوشش شروع کی ہے کہ ایسے ٹیلیفون ایجاد کرے جسکے ذریعہ ان روحوں کے ساتھ تبادلہ خیالات ہو سکے جو قید اجسام سے آزاد ہو چکی ہیں۔ یعنی مردہ لوگوں کی ارواح کے ساتھ بات چیت کرنے کے لئے اُس نے ایک ٹیلیفون ایجاد کرنے کی کوشش شروع

کا سوال جس کو ہمیشہ ہر ایک مذہب نے پیش کیا اور سائنس انکار کرتا رہا تھا۔ ثابت ہو جائے اور عجب نہیں کہ اسی سلسلہ میں مذہب کے بڑے بڑے کئی ایک امور عادی کو بھی سائنس تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے جن سے اس وقت تک انکار کیا جاتا رہا ہے۔ "آفتاب"

حصولِ نجات

ایک مجرم جس نے چوری سے کسی کا مال اُڑایا ہے اور اپنے بخت کی نامساعدت اور اپنے کئے کی پاداش میں پکڑا گیا ہو جس کے برخلاف اثبات جرم کا کافی ثبوت موجود ہو اور کئی ایک چشم دید اور قابل وثوق شہادتیں اُس کے مخالف گذر چکی ہوں اور انصاف پسند عدالت نے اُس پر فرد جرم قایم کر دیا ہو یا ایک قاتل جس نے جذبات حیوانی اور ترغیبات شیطانی سے مغلوب ہو کر اپنے ایک بے قصور یا معمولی قصور دار ہم جنس کا گلا ارادتاً بغرض قتل گھونٹ دیا ہو یا اُسے بندوق یا تلوار سے لاٹھی یا چھری سے نہایت بے رحمی اور سفاکی سے مار دیا ہو اور اقبال جرم کے بعد اپنی قسمت کا آخری فیصلہ سننے کا منتظر ہو جس کے کان میں پھانسی یا حبس دوام بعبور دریائے شور کی صدا رہ رہ کر اُٹھتی ہو اور عالم تخیل میں مظلوم مقتول کا چہرہ دہشت ناک تکلیفیں دکھا دکھا کر اُسے ڈرا رہا ہو اور ہر وقت وہ خونی منظر اُس کی آنکھوں کے سامنے پھرتا ہو جس وقت وہ انسانی اوصاف سے نکل کر ایک خونخوار درندہ بن گیا تھا غرض دونوں صورتوں میں مایوس ملزم اپنی رہائی کی تدابیر سوچنے اور بشرط امکان اُن پر کاربند ہونے میں غیر معمولی طور پر منہمک نظر آئیں گے کبھی وہ اپنے تئیں عدالت کے رحم پر چھوڑ دینے کو اپنے حق میں زیادہ مفید سمجھیں گے اور کبھی کسی مشہور و معروف مقنن وکیل کی وساطت سے اپنی مخلصی اور بریت کی سبیل نکل آنے کی طرف اُن کا ذہن منتقل ہو گا اور اپنے عزیزوں ہمدردوں سے بمنت والحاح ملتجی ہونگے کہ خواہ ہمارا گھر بار سب کا سب نیلام

...یوں کے ہاتھ سے ...کوئی راستہ نکال سکے

مرتا کیا نہ کرتا یا ڈوبے کو تنکے کا سہارا امید و یاس بیم ورجا کی جو متضاد و متخالف کیفیات
اُن کے دل میں گذرتی ہیں اور جس طرح وہ اپنے اُنہیں رشتہ داروں کے آگے عاجزی
سے ہاتھ باندھتے دکھائی دیتے ہیں جن سے کسی وقت غرور و تمکنت سے بات کرنے
کے روادار بھی نہ تھے اور اُن کا وہی سر جو خدا کے آگے جھکنے میں بھی خودداری کی شان لئے
رکھتا تھا اب ایک ظاہری اختیارات رکھنے والے مجسٹریٹ کے سامنے عفو تقصیرات کی التجا
کرتے کرتے زمین سے جا لگتا ہے اِس کا اندازہ عدالتوں میں بخوبی کیا جا سکتا ہے اب ذرا
باریک نظر سے دیکھا جاوے تو ملزموں کو محبوس کیوں کیا گیا اور انھیں طوق و سلاسل میں
کیوں جکڑا گیا اس کا جواب بالکل سہل ہے کہ انہوں نے مروجہ قانون کی خلاف
ورزی کی سرکار کے قایم کردہ امن میں خلل انداز ہوئے اور حکام نے باضابطہ تحقیق کرنیکے
بعد اُن پر جرم عاید کر دیا اور اُنھیں بطور دفع حجت اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع دیا گیا۔
اب مقدمہ تین صورتیں اختیار کرے گا۔

(۱) وہ اپنی برأت پیش کرنے سے عاجز ہونگے اور عدالت ازروئے انصاف مناسب
سزا دے گی۔

(۲) ان کے پاس ایسے معتبر گواہ موجود ہوں گے جو اُنھیں اس جرم میں محض بے قصور
ثابت کریں گے اور عدالت کو خواہ مخواہ ازروئے قانون اُنھیں بری کرنا پڑے گا۔

(۳) عدالت اُن سے آیندہ کے لئے نیک چلنی کا حتمی وعدہ لیکر بالکل چھوڑ دے گی
یا معمولی سزا پر اکتفا کرے گی۔ مگر تیسری بہت ہی نادر الوقوع ہے۔ دوسری صورت
میں بعض اوقات ایسے مجرم بری ہو جاتے ہیں جو واقعی قصوروار تھے مگر کافی ثبوت نہ ہونے
یا ان کے جھوٹے گواہوں کی ایک زبانی اور ناقابل تردید شہادت کی وجہ سے عدالت کو اُنھیں چھوڑنا

عدالت پر کوئی الزام لگانا نہیں چاہیے کیونکہ بشریت غیب دانی سے عاری ہوتی ہے جو اصلی حقائق کو

غیب کے ذریعہ معلوم کرسکیں یہ تو ظاہری عدالتوں کا نقشہ تھا جسمیں ملزم کی پاس انگیز حالت

اور عدالت کے طریق عمل کا خاکہ کھینچا گیا ہے۔

اب ہم اُس عدالت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو احکم الحاکمین کی زیر صدارت یوم الحشر یوم القیامۃ کے دن قایم ہوگی اور جہاں بلا امتیاز و تفریق شہنشاہ سے لے کر چپراسی تک اور غریب سے لیکر امیر تک ہر ایک اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے حاضر ہوگا اور لطف یہ کہ کسی گواہ شاہد کی بھی ضرورت نہ ہوگی کیونکہ خود ہمارے ہاتھ پاؤں زبان کان آنکھیں جو جو حرکات جسم عنصری کے زیر حکومت کرتی رہی ہیں اور جس چیز کو انھوں نے سُنا ہے دیکھا ہے کھایا ہے ٹٹولا ہے اور جس جس ارادہ کی تکمیل کے لئے پاؤں پر چلکر ہم گئے ہیں سب کا سب خود ہمارے اعضاء کے ذریعہ معلوم ہو جاوے گا۔

جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے

اب ہم خود اپنی تکذیب کرنے سے بالکل عاری ہونگے اُسوقت سواے انبیاء علیہم السلام و اولیاے عظام و علماے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کوئی بیرسٹر نہ ہوگا کوئی وکیل نہ ہوگا کسی کو لب جنبانی کی جرات نہ ہوگی ہمدردی نبی نوع بجاے خود ہر ایک کو نفسی نفسی پڑی ہوگی اور دنیاے دوں کے چندروزہ قیام میں جو جو اعمال حسنہ و افعال سیہ انسان سے سرزد ہوے ہونگے وہ آئینہ کی طرح سامنے آجائینگے کوئی تو مطمئن ہوگا کہ حسنات کا پلہ بھاری ہے اب مجھے کوئی کھٹکا نہیں کسی کو شک ہوگا کہ دیکھئے میرے محاسن میرے عیوب کی پردہ پوشی کرسکتے ہیں یا نہیں اور کوئی اپنی ساری عمر کو لہو و لعب عیاشی اور افعال بد میں گذارنے کو یاد کرکے سہما جاتا ہوگا اور اُسے نجات کی کوئی صورت نظر نہ آے گی۔

ناظرین غور کریں کہ جب عدالت سے بھی کوئی امر مخفی نہیں کیونکہ وہ علام الغیوب ہے اُس

جس کے کان (کان اور آنکھوں سے ہمارے جیسے اعضاء مراد نہیں بلکہ کان سے اُس کی ہمہ گیر قوت سامعہ اور آنکھ سے ہمہ رس قوت باصرہ مطلوب ہے) ایک ننھی سی چیونٹی کی آہٹ سے بھی خبردار ہیں اور جب خود ہمارے جوارح و اعضاء شہادت دینے لگیں گے اُس وقت ایک مجرم کی جس پر ایک نہیں ہزاروں جرم پایۂ ثبوت کو پہونچ چکے ہوں گے جو حالت ہوگی اُسکا اندازہ لگانے سے ہم قاصر ہیں۔ قہر درویش برجان درویش، اُس وقت اُسے نہ اپنے خویش و اقارب سے یہ توقع ہوگی کہ جھوٹے سچے گواہ کھڑے کرکے میری رہائی کراسکیں گے اور نہ اُسے جرائم سے انکار کرتے بنے گی۔ آخر ہر طرف سے مایوس ہو کر وہ اپنے آپ کو عدالت کے رحم پر چھوڑ دیگا تو وہ ارحم الرٰحمین اپنی گناہ گار مخلوق سے ایسی سخت بازپرس نہ کرے گا جس کے وہ مستحق ہیں کیونکہ اُسکی رحمت اُس کے غضب اور انتقام پر ہمیشہ غالب رہی ہے ؎

رحمتِ حق بہانہ مے جوئد   رحمتِ حق بہانہ مے جوئد

مگر اب ابنائے جنس کی موجودگی میں جب ہمارے پوشیدہ اور ظاہر گناہوں کا (جن میں سے بعض ایسے ہونگے کہ اُن سے سوائے عالم الغیب کے اور کوئی آگاہ نہ ہوگا) بھانڈا پھوٹ پڑیگا تو جو ندامت و انفعال اُس حالت میں ہمیں اُٹھانا پڑے گا اُس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں وہاں ہمارے مقدمات کا فیصلہ دو طرح پر ہوگا اور تیسری صورت کوئی ممکن ہی نہیں۔

(۱) ہمیں اپنے اعمال بد کی سزا ملے گی اور سزا بھی جس سے بڑھکر کوئی سزا نہیں ہوسکتی۔

(۲) شافع محشر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور بزرگان دین کی سفارش سے یا تو ہمیں بالکل بری کر دیا جاوے گا اور یا مجوزہ سزا میں کسی قدر تخفیف ہوگی اور مقررہ ایام تکلیف میں گذار کر آخر الامر ابدی راحت سے ہم کنار ہونا پڑے گا۔ یہاں سے کوئی سہل

شفاعت پر بھروسہ اور اعتماد کر کے جو چاہیں کریں کیونکہ ایک گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھنا کفر ہے

جو ایک جرم ناقابل معافی ثابت ہو چکا ہے حصول نجات کے طریقے اس سے الگ ہیں وہ یہ کہ

(۱) پہلے ہم اپنے گذشتہ اعمال سیئہ سے توبہ کریں خدا سے اُن کی پاداش میں جو مواخذہ ہونے والا ہے معافی مانگیں اور آیندہ کے لئے اپنا دامن اعمال گناہوں سے ملوث نہ ہونے دیں اور حتی الامکان اُن احکام پر چلنے کی کوشش کریں جو شارع علیہ السلام نے بالوضاحت ارشاد فرمائے ہیں اور اُن امور سے مجتنب و محترز ہیں جن سے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

(۲) خدا کی عنایت اور شان رحیمی سے مغفرت کی امید رکھیں اور ساتھ ہی اس کے سخت گیر پنجہ سے خائف و ہراساں رہیں الایمان بین الخوف والرجاء۔

(۳) رسول خدا (روحی فداہ) کی شفاعت کے حصول کے لئے آنحضرت صلعم کی خوشنودی مزاج کے سامان بہم پہونچادیں تاکہ ہماری حد سے بڑھی ہوئی قساوت آپ کو ہم سے متنفر نہ کردے اور حصول نجات کا یہ ایک بڑا ذریعہ جس کی ضرورت ایک بڑے خاطی اور مجرم سے لیکر ایک متقی اور پرہیزگار تک وہاں غیر معمولی طور پر محسوس ہونے والی ہے ہاتھ سے نہ کھو بیٹھیں

(۴) کسی کامل مرشد مرد خدا کے دست حق پرست پر بیعت ہوں اُسے اپنی توبہ کا گواہ بنادیں اور اس کے فرمودہ ارشادات کی تعمیل میں پوری سرگرمی دکھلادیں کیونکہ شفاعت عظمےٰ کے علاوہ اولیاء اللہ بھی اپنے اپنے مریدوں معتقدوں اور پیرؤوں کی ضرور سفارش کریں گے اور قیامت کے دن ہر ایک مرید اپنے اپنے مشایخ کے زیر سایہ ہوگا۔

حصول نجات کے اور بہت سے طریقے بھی ہیں مگر زیادہ اہم یہی تھے جنھیں بیان کردیا گیا ہے آگے ان پر عمل پیرا ہونا لائق ناظرین کا کام ہے۔

من آنچہ شرط بلاغست با تو مے گفتم

(ابو البرکات کان اللہ لہ) تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

آستانۂ غوثیہ کا نظارہ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ امسال بھی ہم حسب دستور سالہائے قدیمہ ۹۔ ربیع الثانی کی صبح کو بمعیت حضرت خواجہ محمد ابوالحسن شاہ صاحب قادری میرٹھ سے چلکر عصر کے وقت دربار شریف میں پہونچ گئے حضور والا نے فوراً ہی باریابی کا موقعہ عطا فرمایا۔

مشتاقان جمال اور سوا اسکے حسرت ہی کیا رکھتے تھے۔ قدمبوسی کے شرف سے بہرہ اندوز ہوئے حضرت صوفی محمد عبدالحمید صاحب بھی چونکہ اسی وقت پہونچے تھے سب لوگ ساتھ ہی سلامی کے لئے حاضر ہوئے حضور والا کی طرف سے چارنوشی کرائی گئی اور ارشاد ہوا کہ خدا کا احسان ہے جو اوسنے پھر آپ صاحبوں کو ملا دیا فقیر تو آپ لوگوں کی خدمت کیلئے مامور ہے بہت روزوں کی تندرستی کے بعد علالت کا زمانہ آیا ہے خدا کا شکر ہے کہ اوسنے اس حالت میں بھی توفیق شکر عنایت فرمائی خواجہ صاحب مذکور کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور شیر پیدا کر دیا ہے دیکھ لو شکر ہے اسقدر فرماکر حضور چشم نم ہوئے پھر حکم دیا کہ آپ لوگ تھکے ماندے ہیں اسلئے اپنے اپنے جائے قیام پر جاکر آرام کریں۔ دوسرے روز تبرک پیش ہونے کا سماں بھی قابل دید تھا جب حضور نے خود کھڑے ہوکر قصیدہ شریف وصلوٰۃ وسلام پڑھا ہے عشاقان جمال تھے کہ بسملوں کی طرح تڑپتے تھے فقیر کی طرف نظر الطاف سے ملاحظہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ صبر کر صبر سے کام لے اب کے بغیر کچھ دئے نہیں جانے دونگا۔

ہائے! اونکے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
مجھ سے کیا ضد تھی اگر میں کسی قابل ہوتا

شام کو بعد عصر فاتحہ گیارہویں شریف کی ہوئی تبرک تقسیم کیا گیا۔ نماز مغرب کے بعد قریب ایکسو بچاس اصحاب کے زمرۂ غلامی میں داخل یعنی شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ شب کو میلاد شریف

ہوئے تھے اوسکے بعد حسب ایماء جناب مولوی محمد علی صاحب مختار عدالت انوپ شہر سڑک پختہ بنوانے کے لئے چندہ جمع کیا گیا کافی رقم جمع ہوگئی چندہ دہندگان کے اسمائے گرامی ہم انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اشاعت میں بالتفصیل درج کرینگے اسوقت تو صرف واقعات ظاہر کرنے مد نظر ہیں

۱۲- ربیع الثانی کا ایک اہم واقعہ

بدعقیدت ہستیوں کے لئے تازیانہ

حضور جلوہ نما تھے پروانہائے شمع جمال مودب صف بستہ بیٹھے ہوئے تھے کہ بوساطت حضرت حافظ مختار صاحب قادری مسٹر ایس گبرویل سکنہ سون پور ضلع چھپرا دست بدست دگرے پا بدست دگرے کے مصداق پیش کئے گئے یہ صاحب اونیس ماہ سے پاؤں کو بیکار لئے ہوئے پٹنہ بنارس کلکتہ جیسے عظیم الشان شہروں میں علاج کراتے پھرتے تھے آخر مایوس ہوکر حضور میں حاضر ہوئے پہلے تو حضور نے معمولی اور رسمی طور پر تعویذ عنایت فرمایا اور دو تین منٹ کے بعد پھر متوجہ ہوکر فرمایا کہ یہ کون صاحب ہیں انھیں یہاں لاؤ چنانچہ صاحب بہادر حضور انور کے قدموں میں لٹادئے گئے حضور نے عصا کے سہارے سے کھڑے ہوکر پائے مبارک صاحب کے شکم پر دس منٹ تک رکھکر ایک ٹھوکر لگادی اور حکم دیا کہ جاؤ سات روز میں بالکل اچھے ہوجاؤ گے خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس قابل تو اب بھی ہوگئے کہ اپنے پاؤں سے بلا کسی کے سہارے چل سکتے ہیں ہزاروں نظریں دیکھتی کی دیکھتی رہیں اور روحانی قوت اپنا کام کر گئی۔ وہی شخص جو اب سے پندرہ منٹ پہلے لوگوں کے سہارے اور سنبھالنے سے آرہا تھا اپنے پاؤں سے بلا کسی سہارہ کے خراماں خراماں جارہا ہے یہ ہیں روحانی سلطنت کے ذمہ دار افراد یہ ہیں وہ مقتدر ہستیاں جنکی نسبت مولانائے معنوی فرماتے ہیں ؎ کہ اولیارا ہست قدرت از الٰہ

بالآخر ۲۵ ربیع الثانی کی تاریخ بھی آگئی اور حضور نے عام طور پر غسل کا حکم دیدیا اسوقت
قالندری ندی کا نظارہ عجیب دل خوش کن تھا کہ چھوٹے بڑے امیر غریب جوان اور
بوڑھے قالندری میں نہیں بلکہ دریائے حکم شیخ میں تعمیل کے غوطے لگا رہے تھے سبحان اللہ
سبحان اللہ۔

شام کو فاتحہ سے قبل ذکر شریف ہوا اور فاتحہ ہوئی حضور انور نے فرمایا کہ ستائیس ربیع الثانی جمعرات
کا روز ہماری پیدائش کا دن ہے اور ہمارا نام محی الدین ہے۔ ظاہر بین نظریں خواہ اسے
واقعہ سمجھیں یا واردات قلب اولیاء اللہ ھم چونکہ اس ارشاد کے نسبت کوئی رائے دینے
کا خود کو اہل نہیں سمجھتے اسلئے خاموشی سے کام لیتے ہیں۔ دوسرے دن صبح کو گو دل تو نہ
چاہتا تھا کہ ان مقدس قدموں سے علیحدہ ہوا جائے مگر مجبوراً اور ناچار بحصول اجازت
فرداً اور اجتماعاً خدام رخصت ہونے لگے ہم بھی یہ کہتے ہوئے رخصت ہو گئے کہ

در توبہ بلا سے بند ہونا ہے تو ہو جائے
قیامت تک رہے یارب مگر ساقی کا میخانہ

صوفی صدیقی

خاص بات

دنیا میں یہ اتفاق شاذ و نادر ہی ہوتا ہے کہ کسی شخص کو کسی خاص دن سے خاص مناسبت
ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کے دن دنیا میں تشریف لائے اور دوشنبہ ہی کو
آپ نے ہجرت فرمائی اور دوشنبہ کے دن آپ مبعوث ہوئے اور اسی دوشنبہ کے
دن دنیا آپکے جمال جہاں آرا کے دیدار سے محروم ہو گئی۔

حضرت سلطان المشایخ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو چہارشنبہ سے خاص تعلق تھا

چہارشنبہ ۲۷ صفر ۶۳۶ھ ولادت حضرت سلطان المشایخ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رح

چہارشنبہ ۱۲ ربیع الاول [illegible] کو حضرت گنج شکر سے خلافت عطا ہوئی۔

" ۱۸ ربیع الثانی ۷۲۵ھ ۹۴ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ (ایڈیٹر)

صوفی کس کو کہتے ہیں؟

حضرت ذوالنورین مصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ صوفیہ کون لوگ ہیں تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ ہم قوم اثر واللہ عزوجل علی کل شئی فاثرہم اللہ عزوجل علی کل شئی یعنی وہ لوگ ہیں جنھوں نے خدائے پاک کو ساری چیزوں پر اختیار کیا ہے اور خدائے پاک نے ان کو ساری چیزوں سے چن لیا ہے۔ اور اپنا مقبول بنالیا ہے دوسرے موقع پر آپ فرماتے ہیں کہ "صوفی مردیست کہ خدائے را بر ہمہ چیز گزینند" یعنی صوفی وہ ہے کہ جو خدائے عزوجل کو ساری چیزوں پر اختیار کرے اور حضرت عبداللہ تستری علیہ الرحمۃ سے کسی نے پوچھا کہ صوفی کس کو کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ صوفی آنست کہ صاف بود از کدر و پُر شود از فکر نہ در قرب خدا منقطع شود از بشر۔ یکساں شود در چشم او خاک و زر یعنی صوفی وہ ہے کہ تمام کدورتوں سے صاف ہوجائے اور فکر سے پُر ہوجائے اور خدائے پاک کے قرب میں (اوصاف) بشریت سے منقطع ہوجائے اور اس کی نظر میں مٹی اور سونا یکساں ہو۔

اور حضرت ابوحفص حداد رحمۃ اللہ علیہ نے اس علم کی تعریف اس مختصر جملہ میں ادا فرمائی ہے۔ کہ ہمہ اوست یعنی تصوف ہمہ اوست کا نام ہے اور حضرت جنید بغدادی رح نے ایک موقع پر صوفی کی یہ تعریف فرمائی ہے کہ صوفی آنست کہ دل او چوں ابراہیم سلامت یافتہ باشد از دوستی دنیا و بجا آرندہ فرمان خدا بود و تسلیم او چوں تسلیم اسمٰعیل و اندوہ او چوں اندوہ داؤد و فقر او چوں فقر عیسیٰ و صبر او چوں صبر ایوب و شوق او چوں شوق موسیٰ در وقت مناجات و اخلاص او چوں اخلاص محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، یعنی صوفی وہ ہے کہ اس کا

فرمان کا بجالانے والا ہو اور اس کی تسلیم حضرت اسمعیل علیہ السلام کی طرح ہو اور ان کا اندوہ حضرت

داؤد علیہ السلام کے مثل ہو اور ان کا فقر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ہو اور صبر حضرت

ایوبؑ کی طرح ہو اور شوق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح وقت مناجات کے ہو اور

ان کا اخلاص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مانند ہو تب صوفی ہے ورنہ نہیں۔

اور حضرت خواجہ مرتعش رح فرماتے ہیں کہ تصوف حسن خلق است یعنی تصوف حسن خلق کا نام

ہے دوسرے موقع پر فرماتے ہیں کہ تصوف حالتیست کہ غائب گرداند صاحب آنرا از گفتگوی

بروتا بخدا و از انجا بیروں گرداند تا خدا بماند او نیست شود یعنی تصوف ایک حالت

ہے جسپر وہ (حالت) طاری ہو اسکو گفتگو سے غائب کر دیتی ہے اور خدا تعالیٰ تک لیجاتی

ہے اور وہاں سے اس وقت واپس لاتی ہے کہ وہ (شخص) نیست ہو جائے۔ اور خدا

تعالیٰ ہی باقی رہ جائے مطلب یہ کہ فنافی اللہ ہو جائے۔ حضرت عمر بن عثمان مکی رح نے تصوف

کی تعریف یوں فرمائی ہے کہ تصوف آنست کہ بندہ در ہر وقت مشغول بچیزے بود کہ دراں

وقت اولی تر بود۔ یعنی تصوف وہ ہے کہ بندہ ہر وقت میں ایسی چیز کے ساتھ مشغول ہو

جو اس وقت میں سب سے اولیٰ تر ہو یعنی خدائے پاک کی یاد اور حضرت بشر حافی رح نے فرمایا

ہے کہ صوفی آنست کہ دل صاف دارد با خدا۔ یعنی صوفی وہ ہے کہ خدا کے ساتھ دل

صاف رکھے یعنی دل میں ماسوی اللہ کو جگہ نہ دے اور حضرت ابو الحسن نوری علیہ الرحمۃ

نے کھلے کھلے لفظوں میں یہ تفصیل فرما دیا کہ تصوف نہ علوم است نہ رسوم۔ اگر علوم بودے

بہ تعلیم حاصل شدے و اگر رسوم بودے بمجاہدہ آمدی بلکہ اخلاق است۔ تخلقوا باخلاق

اللہ و بخلق خدا بیروں آمدن نہ بہ رسوم دست دہد نہ بہ علوم یعنی تصوف نہ علوم ہے نہ رسوم

کیونکہ اگر علوم ہوتا پڑھنے سے حاصل ہو جاتا اور اگر رسوم ہوتا تو مجاہدے کے ساتھ حاصل

ہو جاتا بلکہ تصوف تمام اخلاق کا ہے یعنی خدائے پاک کی خلق کے ساتھ ہر ایک سے

بخلق پیش آتا۔ یہ تصوف نہ علوم سے آتا ہے نہ رسوم سے حاصل ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کا خلاصہ ان چند مختصر الفاظ میں فرمایا کہ علوم متداولہ کا خلاصہ علم تفسیر اور حدیث وفقہ ہے اور ان تینوں علموں کا خلاصہ علم تصوف ہے اس سے ثابت ہوا کہ علم تصوف علم شریعت کا مغز ہے اور حضرت ابو عبید اللہ بن الفضل فرماتے ہیں کہ صوفی آنست کہ صافی شود از بلاہا و غائب شود از جملہ عطاہا۔ یعنی صوفی وہ ہے جو تمام بلاؤں سے صاف ہوجائے اور خدائے پاک کی عطاؤں میں غائب ہوجائے حضرت ابوالحسن خرقانی رح کا قول ہے کہ صوفی آنست ہر سخنی کہ گوید شنوندہ آں خدارا بیند یعنی صوفی وہ ہے کہ جب کلام کرے تو معرفت الٰہی حاصل ہوجائے یعنی ہر بات میں خدا تعالیٰ کا ادب ملحوظ رکھے۔ فقیر ایڈیٹر نے حضرت اکبر الہ آبادی مرحوم و مغفور سے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ کیوں حضرت تصوف کیا چیز ہے فرمایا صوفی صاحب

کسی سے پوچھتے کیوں ہو تصوف کسکو کہتے ہیں خود اپنے ہی کو دیکھو اور سمجھو اسکو کہتے ہیں

حضرت منصور حلاج کو جب سولی پر چڑھانے لگے تو حضرت شبلی بھی سامنے کھڑے تھے آپ نے حضرت منصور حلاج سے پوچھا کہ ما التصوف یا حلاج یعنی اے حلاج تصوف کیا ہے آپ نے فرمایا کہ کمترین آں ایں است کہ می بینید۔ یعنی سب سے کم درجہ یہ ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ حضرت شبلی نے سوال کیا۔ کہ بلند تر کدام است۔ آپ نے جواب دیا کہ شما براں راہ نیست یعنی تم کو وہاں تک رسائی نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تصوف کوئی سہل امر نہیں۔ بلکہ بہت سخت ایک راہ دشوار گذار ہے جس کی ادنی ادنی گھاٹیوں میں بڑے بڑے اولوالعزم اولیاء اللہ ہلاک ہوگئے اور کچھ پتہ نہ چلا حضرت غوث الثقلین قطب الکونین مولانا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک پہاڑ کی گھاٹی میں عبادت خداوند جل و علی میں مشغول تھا اور رات کا وقت تھا کیا دیکھتا ہوں کہ یکایک تمام عالم انوارات سے

ہو دار ہوئی میں آن تو دیکھکر عالم حیرت میں پڑ گیا کہ یکایک اس صورت نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے عبدالقادر ہم نے تیری کل عبادتیں قبول کیں۔ اس جملہ پر مجھکو کمال درجہ مسرت ہوئی اور ساتھ ہی اس کے کہا کہ اے عبدالقادر ہم نے منہیات شرعیہ تجھ پر حلال کیں اس کو سُنکر میں نے فوراً لاحول پڑھی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آن واحد میں وہ صورت نورانی بشکل ظلماتی ہو کر زمین پر گری اور منادی غیب نے ندا دی کہ شاباش عبدالقادر تیرا ہی کام تھا کہ تو اس مقام سے بخیریت گذرا ورنہ بڑے بڑے اولیاء اللہ مارے پڑے ہیں۔ اس حکایت سے معلوم ہوا کہ تصوف کے لیئے علم کا ہونا بھی شرط ہے۔ جیسا کہ سعدی کہتے ہیں کہ "بے علم نتواں خدا را شناخت" (ایڈیٹر)

میری زندگی کے دو ورق

اور

آستانہ غوثیہ کی حاضری

میں کون تھا۔ کیا ہوں۔ اور خدا کے بنائے ہوئے نیلے آسمان کے نیچے آخر میری زندگی ایسا کیا امتیازی درجہ رکھتی ہے جسکے لئے مجھے معزز صحیفہ جلوہ قادری کے اوراق پُر کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ یہ ایک سوال ہے جسکے جواب میں بالتشریح کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ سُننے والے گوش دل سے سُنیں۔ دیکھنے والے نظر غائر سے دیکھیں نتیجہ خود بخود استنباط ہو جائیگا۔ میں تو اپنے نزدیک اپنی رام کہانی کو کسی حد تک بھی اس قابل نہیں سمجھتا کہ اسکا کوئی حصہ بھی دنیا والوں کے سامنے پیش کیا جا سکے اسلئے کہ میں باوجود ایک سادات گھرانے میں پیدا ہونے کے اور ایک ایسی ہستی کے خلف ہونیکے جنکو خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب ارشاد مرید ہونے کا شرف حاصل [illegible] اور عقائد کے لحاظ سے موجودہ

زمانہ کے اللہ اللہ کرنے والے طبقہ صوفیہ کی طرف سے نہایت بدعقیدت تھا اور سمجھتا تھا کہ یہ گروہ اپنے دام تزویر میں بیچارے سیدھے سادے مسلمانوں کو پھانس کر روپیہ کماتے ہیں مہارت تامہ رکھتا ہے مگر یہ نہ معلوم تھا اور اسدن کی خبر نہ تھی کہ

رنگ لائیگی ہماری یہ عقیدت ایک دن

ہونے والی بات ہو کر رہتی ہے مشیت کا ہر حکم اٹل ہے نسبت سادات آخر اپنا رنگ لا کر رہی حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی تصرف جو بالواسطہ ترکہ پدری کے طور پر مجھے ودیعت ہوا ہے۔ گل کھلا کر رہا اور مجھے مذکورہ تمام باتوں کے ہوتے ہوئے بھی اپنا سر نیاز آستانہ غوثیہ پر جھکا دینا پڑا جسکے تفصیلی حالات ناظرین جلوہ قادری کے لئے مزید دلچسپیوں کا باعث بنینگے۔

۲۹۔ نومبر ۱۹۲۲ء کو میں اپنے ایک دوست کے مکان پر بیٹھا ہوا ادھر اُدھر کی خوش گپیاں اُڑا رہا تھا کہ میرے دوست نے مجھ سے چند منٹ کی اجازت طلب کی اور کسی ضرورت سے باہر چلے گئے کچھ دیر کے بعد نہایت غمگین چہرہ لئے ہوئے واپس تشریف لائے۔

ان کے اس انداز نے میری طبیعت سے مطالبہ کیا کہ میں انسے ہمدردانہ استفسار حال کروں اور آخر اس مطالبہ کی تکمیل کے بعد میرے کانوں نے یہ سُنا کہ آجکل دہلی کے رہنے والے عجیب طبیعتیں رکھتے ہیں کہ وعدہ تو آسانی سے کر لیتے ہیں مگر اسکا ایفا کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ ایک صاحب نے آج ہماری کتابیں مرشد آباد پہونچانے کا وعدہ کیا تھا مگر اب وقت پر وہ انکاری ہیں جس سے ہماری اسکیم کو صدمہ پہونچنے کا احتمال ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اسقدر ہراسان کیوں ہوتے ہیں۔ لائیے آپ کی

... مگر ان حضرات صوفیہ اپنی چاشنی کا
ائقہ چکھا کر اپنے ہی رنگ میں رنگ لینگے۔

آخر میں انکی کتابیں لئے ہوئے ۵ بجے کی ٹرین سے بغیر کسی انتظام سفر کے سوار ہو کر ت بھر کی سردی کی مصیبتیں برداشت کرتا ہوا ۱۳ر نومبر کی صبح کو مرشد آباد پہونچ ۔ وہاں پہونچنے پر سب سے پہلے جو میرے کانوں نے آواز سنی وہ صبح کی نماز کے سلام پھیرنے کے بعد خانقاہیوں کے لا الہ الا اللہ کے نعروں کی آوازوں کا مجموعہ تھی۔ اس کے بعد آنکھوں نے جو خوش عقیدتی کے مناظر دیکھے ان کا لکھنا بخوف طوالت نظر انداز کئے دیتا ہوں اس لئے کہ بزرگان دین کے آستانوں پر حاضری دینے والی ہستیاں اچھی طرح جانتی ہیں کہ ایسے مقدس مقامات پر کیا کیا خوش عقیدتی کے جذبات کا اظہار نہیں کیا جاتا۔ مگر ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے بھی غالباً ایک میں ہی ایسا متنفس وہاں موجود تھا جو ذرا بھی کسی اثر سے نہ موثر ہو سکا نہیں نہیں میں غلط لکھا بلکہ جس خیمہ میں میں مقیم تھا وہاں ایک ضعیف العمر ہستی بھی ایسی تھی جو مجھسے بھی بڑھ چڑھ کر میری ہم خیال نکلی۔ جو وہاں کے اثرات سے موثر ہونے پر آخر یہ کہہ اٹھی کہ ؎

بیخودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے

اب ایک میں ہی ایسا باقی رہ گیا تھا جو عقیدت کے لحاظ سے آستانہ غوثیہ کے بہی خواہوں میں شمار نہ کیا جا سکتا تھا۔ لیکن مسٹر گیبر وئیل کی صحت یابی کے واقعہ اور اعلیحضرت سرتاج الاولیا مرشدنا و مولانا حضرت شاہ بہاؤالدین صاحب قادری ت برکاتہم کی نظر اقدس کے اُس اشارہ نے جو عین اسیوقت میری طرف مبذول تھا مجھے کچھ ایسا موثر کیا اور میری بد عقیدتی کے زنگار کو آئینہ دل سے ایسا صاف

کہ ؎ خاکساران جہاں را بحقارت منگر

توچہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد

دن تمام ہوا اور زاہدان شب زندہ دار کی دُلہن نے اپنی زلفیں کھولیں تو میں بھی اپنے بھائی صوفی صدیقی کی جائے قیام پر جاکر سو رہا۔ آنے والے دن کی ہونے والی بات میری سوئی ہوئی آنکھوں نے عالم رویا میں دیکھی یعنی میں بھی حضرت شاہ صاحب قبلہ کی مریدی کے شرف سے بہرہ اندوز ہوا ہوں۔ صبح ہوئی تو میں نے اپنا خواب صوفی بھائی کو سُنایا اور انھوں نے مجھکو ڈبل بھائی ہو جانیکی مبارکباد دی۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج میں اپنا یہ مضمون جلوۂ قادری کے قدردانوں کے سامنے بحیثیت ایک قادری ہونے کے لکھ رہا ہوں۔ توہمات پرست اصحاب میری زندگی کے ان دونوں ورقوں کو غور سے پڑھنے کے بعد خواہ کچھ نتیجہ نکالیں یا نہ نکالیں مگر میں تو یہی کہونگا کہ ؎

بود مور بے ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد

دست بر پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

سید محمد خلیل الرحمن شاہ قادری میرٹھ

خبریں

امسال حضور بدر الہند نے مظفر نگر کے خلیفہ منشی عبد المجید صاحب کو کسی لغزش کیوجہ سے معزول فرما دیا ہے۔

خورجہ کے پیر بھائی منشی نذیر حسین صاحب تحصیلدار کے تبادلہ کی خبریں سُنی جاتی ہیں خدا کرے کہ غلط ہوں۔

سٹرک کے لئے جو صاحب چندہ بھیجنا چاہیں وہ منشی محمد علی صاحب مختار انوپ شہر

نیستی کا جادو
عصمت کی
مجذوب کی بڑی غنی حالت

(۱)

کالی ندی کے کنارے شہر عشق آباد میں ایک بادشاہ بوند اسنگھ نامی رہا کرتا تھا۔
سنہ ۱۶۲۰ء میں شہر کے قریب کسی موضع میں ایک فقیر کامل کا گذر ہوا جسکے کمال کی شہرت شہر
والوں کے کانوں میں بھی پہونچی راجہ صاحب کی بہن نے بھی شدہ شدہ یہ خبر پائی خبر ملتے ہی فوراً
اُس صاحب کمال بزرگ کی خدمت میں پہونچیں اور عرض مطلب کیا فقیر کا حال بھی ہمیشہ ایک
سا نہیں رہتا جس وقت رانی نے اپنا مدعا چاہا تھا فقیر پر استغراق کا عالم تھا اُسی شانِ مجذوبیت
میں لبوں کو جنبش ہوئی اور یہ صدا پیدا ہوئی کہ جا تیرے لڑکا پیدا ہوگا لیکن یہی لڑکا باعثِ قتل
بوند اسنگھ ہوگا۔ یہ سنکر بیچاری پریشان ہوگئی کہ ایسے لڑکے سے جو میرے بھائی کے قتل کا باعث
ہو میں بے اولاد ہی اچھی مگر وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے یعنی سال کے اندر ہی اندر لڑکا
پیدا ہوا اس عورت نے اپنے بھائی کی محبت کا خیال کرتے ہوئے نوزائیدہ بچے کو کسی صندوق
میں بند کر کے کالی ندی میں ڈلوا دیا۔

(۲)

صندوق بہتا ہوا ندی کے کنارے چلا جا رہا تھا کہ کسی شہر کے دھوبی کپڑا دھو رہے
تھے انھوں نے اس صندوق کو روک لیا کھولکر دیکھا تو من مانگی مراد ایک خوبصورت نونہال
بچہ تھا ایک دھوبی نے پرورش کے لئے آمادگی ظاہر کی بچہ اوسے سپرد کر دیا گیا۔ اور اوسکا

جانے لگا مگر بچپن میں اگر اسکو شوق تھا تو صرف بانسری بجانے کا اور یہ شوق آخر درجہ کمال تک
پہونچ کر ہی رہا جہاں خوشحال بانسری بجاتا جنگل کے جانور مست و بیخود ہو ہو کر اسکے گرد جمع ہو
اس کے ماں باپ نہایت خوش تھے کہ اللہ نے ہمکو دریا سے عجیب گوہر بے بہا عطا فرمایا ہے
خوش حال سنگھ کے اس کمال موسیقی کی شہرت چار دانگ عالم میں ہوگئی اسی وجہ سے وہ اپنی زندگی
کے دن فارغ البالی سے بسر کرتا تھا۔

(۳)

جس شہر میں خوشحال رہتا تھا اوس بادشاہ کے صرف لڑکیاں ہی ہوتی تہیں۔ اور کوئی لڑکا
نہ تہا جو وارث تاج و تخت بنایا جاتا چنانچہ حسب دستور امسال بھی لڑکی ہی پیدا ہوئی جو نہایت
نفرت کے ساتھ ایک بکس میں بند کر کے دریا میں بہادی گئی اور یہ بکس عشق آباد کے کسی چرواہے کو ندی
سے ملا جس نے یہ دیکھکر کہ بکس میں ایک خوبصورت لڑکی ہے بے انتہا مسرت کا اظہار کیا اور
لڑکی کو اپنے گھر لیجاکر اوسکی پرورش میں مشغول ہوا اس بے چاری لڑکی کا نام روپ کنور رکھا گیا

(۴)

یہ چرواہا جواب روپ کنور کا باپ کہلاتا ہے خوش قسمتی سے خوشحال سنگھ کے شہر میں پہونچکر جا کر
وقت یعنی زور آور سنگھ کا ملازم ہوگیا اور رفتہ رفتہ قسمت نے یہاں تک یاوری کی کہ راجہ
خاص مصاحبوں میں شمار ہونے لگا جب راجہ کو یہ خبر ملی کہ ہمارے اس جدید مصاحب کے ایک
خوبصورت لڑکی ہے تو اس سے کہا گیا اس نے اپنی یاری قسمت سمجھتے ہوئے نمایندوں
ذریعہ سے روپ کنور کی شادی راجہ زور آور سنگھ کے ساتھ کردی نہایت خوشیاں منائی گئیں

(۵)

شادی ہوجانے کے بعد جب روپ کنور کو عشق آباد سے لانے کی تیاریاں کی گئیں اور اوس
ڈولہ عشق آباد سے روانہ ہوا تو راجہ عشق آباد کا بوندا سنگھ جو اپنے شہر کے گرد و نواح میں شکار
پھرتا تہا زبردستی روپ کنور کے ڈولہ کو اپنے ساتھ لوالے گیا۔ اس واقعہ کی خبر راجہ زور آور سنگھ

پہنچی اور وہاں سے ایک جرار لشکر کے ساتھ عشق آباد پر چڑہائی کی گئی مگر ناکام و بے نیل
مرام شکست کہا کر واپس جانا پڑا۔

(۶)

جب کوئی صورت کامیابی کی نہ نکلی تو زور آور سنگہ نے اشتہار دیا کہ اگر کوئی شخص پوندا سنگہ کا
سر کاٹ کر لائے گا وہ بے انتہا انعام پائیگا خوش حال سنگہ نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا اور عشق آباد
بجاتا ہوا پہونچا تمام لوگ جو بانسری سنتے تھے خوشحال کی خدمت کے لئے تیار تھے مگر یہ پرواہ
کرتا تہا اسکے کمال کا آوازہ جب راجہ پوندا سنگہ کے کانوں نے سُنا تو خوشحال محلات شاہی میں
طلب کیا گیا۔

(۷)

راجہ پوندا سنگہ خوشحال کے بانسری بجانے سے اسقدر محظوظ ہوا کہ روزمرّہ کاروبار سلطنت
سے فارغ ہونے کے بعد بانسری ہی سُنا کرتا۔ اور کوئی کام اوسے اچھا نہ معلوم ہوتا جب
خوشحال نے یہ دیکہا اور سمجھ لیا کہ میرا جادو اچھی طرح اثر کر گیا ہے تو اسنے راجہ سے اپنی
خدمت کا صلہ طلب کیا۔ اور تین مرتبہ عہد لینے کے بعد اسنے راجہ سے راجہ کا سر طلب کیا۔
راجہ پوندا سنگہ حیران ہو گیا کہ یہ کیا ہوا مگر چونکہ ایک تو بانسری کا جادو اثر کر چکا تھا
دوسرے راجپوتوں کا عہد آفریں ہے راجہ پوندا سنگہ کو جس نے اپنا سر اپنے ہاتھ سے
جدا کر دیا خوش حال خوش خوش راجہ کا سر لیکر اپنے شہر کی طرف چلا۔

(۸)

جب راجہ زور آور سنگہ نے سُنا کہ خوش حال کامیاب واپس آ رہا ہے تو اُس
نے حکم دیا کہ خبردار خوش حال یہاں نہ آنے پائے کہیں ایسا نہ ہو کہ راجہ پوندا سنگہ
کی طرح مجھپر بہی اوسکا جادو چل جائے۔

وہی خوش حال جسکی زمانہ بالسری کے سبب قدر کرتا تھا جسنے زر و جواہر کے لالچ میں ایک بادشاہ کا سر لیا جو اسی سبب سے ندی میں بہایا گیا تھا آج مجبور ہوکر پھر عشق آباد کے جنگل کی طرف لوٹ رہا ہے۔

جب یہ خونخوار بالسری کا جادوگر شہر کے قریب پہونچا تو کیا دیکھتا ہے کہ روپ کنور رانی آج ستی ہونے والی ہے راجہ بوندا سنگھ کی لاش کے ساتھ ساتھ یہ دیکھکر کہ میرے سبب سے بوندا سنگھ پر تباہی آئی ہے خوشحال سنگھ بھی آدمیوں کی قطار کو چیرتا ہوا اُس آگ میں کود پڑا جس روز یہ ستم ڈھانے والا سین ختم ہوا ہے وہ خاص ہندوؤں کے زبردست تیوہار ہولی کا دن تھا۔

مجذوب کی بڑ آخر پوری ہی ہوکر رہی بالسری کا جادو آخر اپنا رنگ لایا ظالم والدین اس سے سبق لیں اور دیکھنے والے دیکھیں کہ عصمت کی غیبی حفاظت اسطرح ہوتی ہے ظالم اور سفاک ہمیشہ اپنے کردار کو پہونچکر رہتا ہے۔

مظہر صدیقی

نقل فرمان حضور سرتاج الاولیا پدر الہند حضرت شاہ صاحب قبلہ دامت برکاتہم

۷۸۶

یا مرشد — یا فتاح — یا حی

برخوردار خواجہ ابوالحسن کو بعد دعا سلام کے معلوم ہو کہ منشی عبدالمجید خاں صاحب مظفرنگر والے سے ایک ایسے فعل کا ارتکاب ہوگیا ہے جس پر شرعی حد لازم ہے لہذا اُن کو ایسے جلیل عہدے پر متعین نہیں کیا جاسکتا اور اون کو علیحدہ کردیا گیا ہے گیارہویں شریف کے جلسے میں جملہ برادران کو مطلع کردیا جاوے تاکہ کوئی شخص دہوکہ نہ کھاوے۔ نیز آگرہ دبیر دنجات سے جو خطوط آپ کے پاس آویں اون میں بھی اس اطلاع کو شائع دیا جایا کرے فقط والسلام

(مولوی بہاؤالدین شاہ

از دربار مرشد آباد

الہامات حضور غوث پاک

مع

تجلّی ادراک

قدردانان جلوۂ قادری کے لئے ہم نے تہیہ کرلیا ہے کہ ماہواری پابندی کے ساتھ الہامات حضور غوث پاک کو مع ترجمہ اور دلچسپ شرح کے شائع کرتے رہیں ہمارا خیال ہے کہ یہ الہامات اس دلچسپ شرح کے ساتھ دنیائے تصوف کے لٹریچر میں ایک شاندار اضافہ ثابت ہونگے اور اہل دل و صاحب سلسلہ حضرات خاص طور پر دلچسپی کی نگاہ سے دیکھینگے۔ (ایڈیٹر)

(۱) قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا غَوْثُ الْاَعْظَم۔ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَبَّ الْغَوْثِ ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ کُلُّ طَوْرٍ بَیْنَ النَّاسُوْتِ وَالْمَلَکُوْتِ فَهِیَ شَرِیْعَةٌ وَکُلُّ طَوْرٍ بَیْنَ الْمَلَکُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ فَهِیَ طَرِیْقَةٌ وَکُلُّ طَوْرٍ بَیْنَ الْجَبَرُوْتِ وَاللَّاهُوْتِ فَهِیَ حَقِیْقَةٌ۔

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے غوث الاعظم یعنی حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کو خداوند برتر سے الہاماً مقام قرب خاص میں خطاب ہوا اور ندا کی گئی اے غوث الاعظم۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے جواب میں عرض کیا (لبیک یا ربّ الغوث) حاضر ہوں اے غوث کے رب۔ پھر خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ جو طور ناسوت اور ملکوت کے درمیان میں ہے وہ شریعت ہے اور جو طور ملکوت اور جبروت کے

واضح ہو کہ اس عالم محسوسات کا نام عالم ناسوت ہے یعنی وہ چیزیں جو یہاں دنیا میں نظر آتی ہیں اور عالم ملائکہ اور فرشتوں کو عالم ملکوت کہتے ہیں جس میں عالم ارواح بھی داخل ہے یعنی اجسام نوری جو نظر ظاہر سے غائب ہیں وہ سب عالم ملکوت میں ہیں۔ اور عالم سلب صفات ناقصہ اور ثبوت صفات کاملہ ذات الٰہی کو عالم جبروت کہتے ہیں جو مرتبہ صفات خداوندی سے متعلق ہے اور مرتبہ ذات بحت یعنی مطلق ذات واجب تعالیٰ شانہ جو تینوں مراتب مذکورہ سے بالا تر ہے وہ عالم لاہوت ہے اور طور سے مراد مرتبہ ترقی ہے۔ پس اول زینۂ ترقی شریعت ہے جو عالم ناسوت سے متعلق ہے کہ اس وجود ظاہری دنیوی میں اوسکا حکم ہے جسکی پابندی سب سے مقدم ہے اور وہی اول طریقۂ قبولیت خدا ہے اور اگر یہہ نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔

اسکے بعد جو اوپر تجاوز اور ترقی کریگا وہ عالم ارواح اور ملائکہ میں پہونچے گا اور اوس عالم کے اسرار خاص اوسپر منکشف ہونگے جو اس عالم دنیا سے نہایت لطیف ہے پس روحی ترقیات سے وہاں کی سیر اور مشاہدہ باطنی کرسکیگا اور حقائق و فوائد عالم ملکوت سے بتصور باطن فیض حاصل کریگا۔ اس سے گذر کر مقام جبروت یعنی عالم صفات الٰہی سے مستفیض ہوگا جو پہلے سے زیادہ الطف ہے اور اوسکے اسرار خاص جداگانہ ہیں۔ ازاں بعد اگر ترقی کریگا تو عالم لاہوت یعنی خاص ذات بحت الٰہی جل جلالہ کی طرف متوجہ ہو کر اوسکے خاص تصور میں اپنے آپ کو فنا کریگا جس فنائیت سے کامل ہستی نصیب ہوتی ہے۔

غرض درجہ بدرجہ خاص خاص اذکار اور اشغال سے یہہ مراتب طے ہوتے ہیں آخری درجہ میں جملہ مراتب تعینات کا رفع اور گذشتہ ترقیات کے شغل کا سلب

دنیاداروں کیلئے فقیری چٹکلے

عقرقرحا گندھک نرگس کی جڑ یہ سب ہموزن لیکر پانی میں ملا کر دیواروں پر چھڑکنے سے مکھیاں ہرگز نہ آئینگی تو بان دودھ کا نور ایک ایک تولہ الگ کھرل کرلیں پھر پانی سے ایک جگہ کھرل کرلیں یہ اور نگیں بھی پھنسی کے لئے بے نظیر مرہم ہو جائیگا۔

چند ماشہ سونٹھ کوٹ کر آدہ سیر پانی میں جوشدہ جب آدہ پاؤ رہجائے چھانکر ایکتولہ گلاب کا گھی ڈالکر صبح و شام پیو بادی بواسیر کے لئے مفید ہے۔

ست گلو، موسلہ سیمبل سنگھ جراحتنا ہموزن لیکر بڑکے دودہ میں چنے کی برابر گولیاں بنالو ہر قسم کی جریان کو مفید ہیں۔

یا فتاح یا رزّاق سو مرتبہ صبح کو پڑھا کرنا وسعت روزگار کے لیے اکسیر ہے۔

مارگزیدہ کیلئے تریاق پر طاؤس کے پانچ آنکھوں پر گیارہ گیارہ مرتبہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی پڑہکر حقے میں بھر کر پلائیں۔ (اسسٹنٹ ایڈیٹر)

زرین موقع

مارچ ۱۹۲۳ء کا جلوہ قادری خواجہ نمبر ہوگا جسمیں سلسلہ چشتیہ بہشتیہ کے عجیب عجیب نکات و اسرار روشنی میں لائے جائینگے۔ مشتہرین کیلئے تو یہ ایک بہترین موقعہ ہوگا ہی مگر جلوہ قادری کے خریداروں کے لیے بھی ایک خاص بات یہ تجویز ہوئی ہے کہ ماہ مارچ سے قبل ہو جانے والے خریداروں کو جلوہ قادری کے خواجہ نمبر کے ساتھ ساتھ ہندالولی حضرت خواجہ غریب نواز کے سوانح عمری بھی روانہ کی جائیگی جسمیں حضرت خواجہ کے مزار مبارک کا اور دیگر زیارات اجمیر شریف کے نقشے بھی دئے گئے ہیں۔ اور جو حضرات جلوہ قادری کی توسیع اشاعت میں کوشاں ہیں اون کے اسمائے گرامی بصد شکریہ شایع کیے جائینگے۔ مضامین نگار حضرات خواجہ نمبر کے لئے مضامین جلد سے جلد ارسال فرمائیں جنکا مضمون کارپردازان جلوہ قادری کی نگاہوں میں سب سے افضل ٹھیریگا انہیں ایک تفریحی نمغہ دفتر جلوہ قادری کی طرف سے پیش کیا جائے گا۔

(ایڈیٹر)

شاہد غیبی

یعنی

مجربات صوفی

آجتک ایسی عدیم المثل مجربات عملیات کی کتاب ایسی سلیس اردو میں آپ نے شاید ہی آپ ملاحظ فرمائی ہو اس کی خوبی تجربہ کرنے ہی پر منحصر ہے سیکڑوں اشتہار آپ نے دیکھے ہونگے مگر ہم آپکو یقین دلاتے ہیں کہ یہ کتاب اشتہاری نہیں ہے خاص طور پر جو عمل بزرگان کرام سے باقاعدہ دستیاب ہوے ہیں صرف وہی اس کتاب میں درج ہیں ایک عمل یا ایک نقش بھی اسکا آپ غیر موثر نہیں ثابت کرسکتے مگر اعتقاد درست وہمت شرط ہے۔ مختصر فہرست حسب ذیل ہے۔

آداب عمل شرح اشیاے جلالی وجمالی۔ نقشہ سعد ونحس سیارگان۔ طریقہ زکوٰۃ یٰس شریف عملیات دست غیب۔ تسخیر ہمزاد۔ عملیات حُب۔ تسخیر یوم۔ اسرار مخفی معلوم کرنیکا عمل۔ پنج گنج براے جمیع حاجات۔ صلوٰۃ الحاجت۔ عمل برآمدگی چور وغیرہ کے علاوہ اور بہت سے عملیات مجرب وادراد درج ہیں قیمت صرف ۸ر ہے دس جلد کے خریدار کو محصولڈاک معاف۔

سرمایہ آخرت

معروف بہ

چراغ رسالت

اس کتاب کا خریدنا اور اسکو پڑھکر اپنے اہل وعیال کو پڑھانا اور اوسپر عمل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے کیونکہ اس کتاب کے پڑھنے سے ہر شخص احکامات شرعیہ سے یعنی نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ دعا۔ وظائف وغیرہ سے بخوبی واقف ہوجاتا ہے بڑی بڑی مستند احادیث اور فقہ کی کتابوں سے اخذ کیے ہوے مسائل کا لب لباب ہے جو تھوڑی سی اردو جاننے والا شخص بھی بخوبی پڑھ سکتا ہے اور سمجھ سکتا ہے قیمت باین ہمہ صرف ۱۰ر

بکفایت کتابیں ملنے کا پتہ، **جنرل پبلشنگ ہاوس شہر میرٹھ**

جلوۂ قادری کی گیارہ باتیں

۱ جلوۂ قادری ہر انگریزی مہینہ کی درمیانی تاریخوں میں شائع ہوا کریگا۔

۲ جلوۂ قادری اپنے مضامین نگار اصحاب کی خدمت میں ہدیتاً جلوہ گر ہوا کریگا

۳ جلوۂ قادری کے نظارے میں روحانی سلطنت کی نورانی تجلیوں کی بھرمار ہوا کریگی

۴ جلوۂ قادری دنیاداروں اور دین داروں کو تصوف کی صحیح صحیح تعلیم دیگا۔

۵ جلوۂ قادری میں آستانہ غوثیہ مرشد آباد سے تعلق رکھنے والی تمام خبریں درج ہوا کریں گی۔

۶ جلوۂ قادری میں ارشادات حضور غوث پاک اور حضور سرتاج الاولیا حضرت شاہ صاحب قبلہ مرشد آبادی کے صحیح صحیح حالات وخرق عادات بالالتزام ہر مہینہ شائع ہوا کرینگے۔

۷ جلوۂ قادری میں کوئی ایسا مضمون جو خلاف مسلک صوفیا ہوگا ہرگز نہ شائع ہوگا۔

۸ جلوۂ قادری حقیقت میں شریعت طریقت معرفت اور حقیقت کا ایک ایسا ناسوتی نظارہ ہوگا جو ہر مذہب و ملت کے اصحاب کے لئے یکساں اور ضرور مفید ثابت ہوگا۔

۹ جلوۂ قادری میں کسی قسم کی فحش اور ڈھنگ دیا کے اشتہارات شائع نہ ہوسکینگے البتہ معتبر کارخانوں اور فرموں کے اشتہارات مناسب اجرت پر شائع ہوسکتے ہیں۔

۱۰ جلوۂ قادری میں اشتہار دینے والے اصحاب کو زر اجرت پیشگی بھیجدینا چاہیے کمی و بیشی اجرت کے لئے خط وکتابت فضول ہے

۱۱ جلوۂ قادری کے متعلق تمام امور کیلئے خط وکتابت پتہ ذیل پر ہونی چاہیے۔

[illegible]

گذارش

مضامین نگار حضرات سے اس امر کی کہ پرچہ پہنچتے ہی آیندہ ماہ کیلئے مضامین جلد ارسال فرمائیں۔

معزز معاصرین سے اس امر کی کہ پرچہ پہنچتے ہی اپنے معزز رسالہ کی قریبی اشاعت میں ریویو فرماکر معاصرانہ ہمدردی کا ثبوت دیں۔

ذیشان خریداران سے اس امر کی کہ پرچہ نہ پہنچنے کی دفتر کو ایک ہفتہ کے اندر اطلاع کردیں ورنہ المضاعف قیمت پر پرچہ دوبارہ روانہ کیا جائیگا۔

نیز یہ کہ خط وکتابت میں نمبر خریداری کا حوالہ ضرور تحریر فرمائیں۔

مشتہرین سے اس امر کی کہ زر اجرت مضمون اشتہار کے ہمراہ ہی ارسال کریں اور مضمون میں فحش وخلاف تہذیب لکھنے سے اجتناب فرمائیں اسلئے کہ رسالہ "جلوۂ قادری" کو ہندوستان کے مقتدر صوفیا وعلما کے ملاحظہ کا شرف حاصل ہے اور عظیم الشان روسا وذی اقتدار حضرات کی میزوں کی زینت بنتا ہے

نقشہ اجرت اشتہارات

ایک مرتبہ کے لئے		تین مرتبہ کے لئے		چھ مرتبہ کے لئے		بارہ مرتبہ کے لئے	
ایک صفحہ	نصف صفحہ	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ایک صفحہ	نصف صفحہ
ہے/	عہ/	مشہ	صر/	صعہ/	لعہ/	۲۵ صعہ	صعہ

جملہ قسم کی خط وکتابت وترسیل زر اس پتہ سے ہونی چاہیئے۔

مینیجر جلوۂ قادری دفتر جنرل پبلشنگ ہاؤس شہر میرٹھ

